ڈاکٹر صابر آفاقی

کشمیر کے فارسی مؤرخین

(۲)

تاریخ ہدایت اللہ۔ (تالیف ۱۲۰۶ھ)

ہدایت اللہ متو بن ملا عبدالحکیم بن ملا اکرم اللہ مفتی کشمیری نے ابتدائی تعلیم ملا سلیمان خلف ابوالفتح کلو (متوفی ۱۱۶۳ھ) اور خواجہ عبدالرحیم سے حاصل کی تھی۔ ہدایت اللہ اپنے عہد کا زبردست عالم اور صاحبِ قلم تھا۔ اس نے جو قابلِ قدر تصانیف یادگار چھوڑی ہیں ان میں تحفۃ الاخوان فی مناقب النعمان، حواشی دُرِّ مختار اور بیاضِ فقہ کا نام لیا جا سکتا ہے۔ ہدایت اللہ کی زیرِ نظر تاریخ، تاریخِ اعظمی کا تکملہ سمجھی جاتی ہے۔ اس میں افغانوں کے گورنر سردار جمعہ خان (۱۱۴۸-۱۲۰۶ھ) کے عہد تک کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں۔ کتاب کا سالِ تصنیف معلوم نہیں ہو سکا اس لیے ہم نے ۱۲۰۶ھ کو ہی تالیف کا سال لکھا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد کے واقعات اس میں موجود نہیں ہیں۔ اسی سال ملا ہدایت اللہ فوت ہوا۔ اس کا مزار ملہ کھاہ (کشمیر) میں تھا۔ ہدایت اللہ کی اس تاریخ میں بزرگانِ دین اور صوفیا کے حالات و سوانح بھی ملتے ہیں۔

آج سے تیس سال پہلے تک کشمیر کے بعض گھرانوں میں تاریخ ہدایت اللہ کے قلمی نسخے ملتے تھے۔[1]

وقائع نظامیہ۔ (تالیف ۱۲۴۰ھ)

نظام الدین معروف بہ محمد شاہ بن شیخ الاسلام قوام الدین (متوفی ۱۲۱۹ھ) اپنے عہد کا ممتاز عالمِ دین تھا۔ وہ افغانوں کے دورِ حکومت میں کشمیر کا قاضی مقرر ہوا۔ نظام الدین نے باطنی

---

[1] روزنامہ ہمدرد (سری نگر) ۲۳ فروری ۱۹۴۷ء

تعلیم محی الدین پانڈانی سے پائی تھی۔ کشمیر کا نامور برہمن ادیب و شاعر بھوانی داس اس کا شاگرد تھا۔ وقائع نظامیہ میں نظام الدین نے زیادہ تر بزرگانِ دین کے حالات درج کیے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ افغانوں اور سکھوں کے دورِ حکومت کے سیاسی واقعات بھی زیر بحث آتے ہیں۔ اس کتاب کو دراصل تاریخِ اعظمی کا تکملہ سمجھنا چاہیے۔ مفتی علاء الدین کشمیری نے وقائع نظامیہ کی تلخیص ۱۳۰۱ھ میں لاہور سے شائع کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا اصل نسخہ مفتی قوام الدین (سری نگر) کے ذاتی کتاب خانے میں موجود تھا۔[۱] ایک قلمی نسخہ مشہور خاور شناس ای۔ جی براؤن کی ذاتی لائبریری میں بھی تھا۔

حشمتِ کشمیر (تالیف ۱۲۴۵ھ)

عبدالقادر بن قاضی القضاۃ مولوی واصل علی خان نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے جان لیمپن کے ساتھ لکھنؤ میں ۱۲۱۲ھ میں خدمات انجام دیں۔ کمپنی نے ایک شخص شیخ رحیم علی کو مامور کیا تھا کہ وہ کابل سے دہلی تک کا سفر کر کے منازل متعین کرے اور معلومات بہم پہنچائے۔ چنانچہ شیخ مذکور نے ۱۲۱۱-۱۲۱۲ھ میں یہ مسافت طے کر کے یادداشت تیار کی تھی اور اسے نظر ثانی کے بعد عبدالقادر نے دوبارہ مرتب کیا تھا۔ مؤلف کا نام غلام قادر خان بھی آیا ہے۔[۲] عبدالقادر خان نے زندگی کا زیادہ عرصہ لکھنؤ اور بنارس میں گزارا اور بنارس میں ہی اس نے حشمتِ کشمیر ۱۲۴۵ھ میں تحریر کی اور اسے ولیم اوگسٹس بروک ملقب بہ حشمت الدولہ . . . . . . کے نام معنون کیا۔[۳]

حشمتِ کشمیر کا ماخذ منعمی کی تاریخ گوہر نامۂ عالم ہے۔[۴] یہ کتاب چار چمن اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

چمن اول: بیانِ حالاتِ خاص کشمیر و عجائبات، تاریخ ہند، مسلم سلاطین، تجارت و مصنوعاتِ کشمیر۔

۱۔ ادبی دنیا (کشمیر نمبر) ص ۷۱۴۔
۲۔ اسٹوری قسمت ۲، ص ۶۲۳۔
۳۔ اسٹوری قسمت ۲، ص ۶۸۴۔
۴۔ ایوٹ ۳، ص ۱۰۱۶

چمنِ دوم : احوالِ تبت، قلماکستان، مذاہبِ تبت، نقاشیِ مانی ایرانی۔
چمن سوم : احوالِ بدخشان۔
چمن چہارم : کوہستانِ افغانستان، پکلی، غور، غزنین، کوہِ سلیمان۔
خاتمہ : ہندو راجگان اور دورۂ کمپنی پر ایک نظر۔

عبدالقادر خان نے تاریخِ عمادالملک کے نام سے ایک اور کتاب بھی تصنیف کی تھی، جس میں نواب غازی خان فیروز جنگ وزیر احمد شاہ (۱۱۶۱ - ۱۱۶۷ھ) اور عالم گیر دوم (۱۱۶۷ - ۱۱۷۳ھ) کے حالات درج کیے تھے۔

عبدالقادر خان کے مفصل حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔ حشمتِ کشمیر کے قلمی نسخے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ، فلاڈلفیا، برٹش میوزیم اور پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں موجود ہیں۔ یہ کتاب ۱۸۳۳ء میں کلکتہ سے طبع بھی ہو چکی ہے۔

گلزارِ کشمیر۔ (تالیف ۱۲۴۹ھ)

دیوان کرپارام کا خاندانی تعلق ایمن آباد گوجرانوالہ سے تھا۔ اس کا والد جوالا سہائے، والیِ کشمیر کے دربار میں دیوان کا منصب رکھتا تھا۔ کرپارام بھی ۱۸۶۵ء میں دیوان (وزیرِ اعظم) مقرر ہوا اور ۱۸۷۶ء تک اس عہدے پر فائز رہا۔ کرپارام نے علم و ادب کے فروغ، شفاخانوں کی تعمیر، شاہ راہوں کی درستی اور مالیات کی اصلاح میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ انجمنِ ادبی بنگال کی طرف سے شائع ہونے والے مجلّہ "ودیا بلاس" کا مدیر بھی رہا[1]۔

مہاراجہ گلاب سنگھ (۱۸۴۶ - ۱۸۵۷ء) اور مہاراجہ رنبیر سنگھ (۱۸۵۷ - ۱۸۵۸ء) علم و دانش اور شعر و ادب سے خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ وہ فارسی زبان کے ماہر تھے اور گلستان، بوستان اور دیوانِ حافظ کو نصابِ تعلیم کا اہم جزو سمجھتے تھے[2]۔ انیسویں صدی عیسوی کے وسط سے کشمیر میں فارسی کی جگہ انگریزی رواج پانے لگی تھی۔ ایسے دور میں کرپارام نے دو اہم

---

[1] ہمدرد (سری نگر)، ۲۳، فروری ۱۹۴۷ء۔
[2] پارسی سرایانِ کشمیر۔ دتیکو، ص ۲۴۔

کتابیں جن کی تفصیل آگے آ رہی ہے فارسی میں لکھ کر بڑی دانش مندی کا ثبوت دیا۔ اس زمانے میں فارسی جاننا حصول ملازمت کی شرطِ اول تھی۔ رنبیر سنگھ نے دار الترجمہ قائم کر رکھا تھا جس میں کرپا رام، پنڈت گنیش کول شاستری، ڈاکٹر بخشی رام، ڈاکٹر سورج مل، مولوی غلام حسین طالب لکھنوی، مولوی عبداللہ مجتہد، حکیم ولی اللہ شاہ لاہوری، پنڈت صاحب رام، اور بابا نصر اللہ مسیحی جیسے عالم جمع ہو گئے تھے۔ ان علما نے مہابھارت، گیتا، اپنشد وغیرہ کا ترجمہ فارسی میں کیا تھا۔ کرپا رام نے گلزارِ کشمیر اور گلاب نامہ کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابیں تالیف کی تھیں۔

تحقیق تناسخ۔ ہدیۃ التحقیق۔ مدینۃ التحقیق۔[۱۵]

کرپا رام ۱۸۷۶ء میں فوت ہوا۔ اس کا بیٹا اننت رام بھی وزیر اعظم بنا۔ اور دوسرا بیٹا امرناتھ راجہ امر سنگھ کی وفات کے بعد ۱۹۰۹ء میں راجہ پرتاپ سنگھ کا وزیر اعظم بنا تھا۔

کرپا رام نے "گلاب نامہ" راجہ رنبیر سنگھ کے عہد میں لکھا تھا اور اس کے لیے ضروری اسناد و مدارک راجہ گلاب سنگھ نے مہیا کیے تھے۔ یہ کتاب ۱۸۷۵ء میں لکھی گئی۔ اور جموں میں ۱۹۱۹ء میں اور سری نگر میں ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کی عبارت مرصع ہے اور یہ تاریخِ وصاف اور سہ نثر ظہوری کی تقلید کا ایک نمونہ ہے۔

گلزارِ کشمیر کرپا رام کی اہم تصنیف ہے۔ یہ کتاب اس نے پنجاب کے جوڈیشل کمشنر رابرٹ کے ایما پر لکھی تھی۔ تصنیف کا سبب خود کرپا رام کی زبان سے سنیے۔ وہ کہتا ہے:

در اثنای تسلسل سخن ذکر احوال ملایت دلپذیر کشمیر بمیان آمد و از صاحب ممدوح الصدر فرمایش تصنیف تاریخِ کشمیر بایں نیاز مند گشت۔ ہر گاہ چہ از وفور امور ملکی و مالی و کثرت کار سرکار عالی فرصتی دست نمیداد مگر بحکم المامور معذور متوجہ شدہ اندیشیدم کہ پیشتر تواریخ کشمیر بزبانِ فارسی و شاستری (سنسکرت) دانگریزی بسیار اند، مانند راجہ ترنگنی، و تاریخ حیدر ملک چادورہ، و تاریخ نرائن کول و تاریخ بیربر (بیربل) کاچرو۔ پس تاریخی کہ بیش از بیش لطف داشتہ باشد بچہ وضع خواہد بود۔ اما در آئینہ خیال

---

[۱۵] اسٹوری قسمت ۲، ص ۶۸۶۔

عکس پذیر شد کہ از تاریخ بیشین کتابی کہ حاوی بہمگی احوال کشمیر باشد تصنیف نیست۔ چنانچہ مورخان فارسی و شاستری در تاریخہای خود کہ از پیداوار کشمیر و انواع صنائع و فرق اہل حرف ذکر دہ و بسا قصص و بعید از عقل در تواریخ خویش تحریر نمودہ اند کہ از فصحت آباد تحقیق بعید منزل دور تری نمایند۔[۱]

مندرجہ بالا اقتباس سے کرپارام کا نظریۂ تاریخ بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ اس نے کشمیر کے جغرافیہ اگیا ہ جبوبات، غلات، میوہ جات، اور مصنوعات کا ذکر تفصیل سے کیا ہے حکایات کو بہت کم جگہ دی ہے۔

گلزارِ کشمیر میں چھ چمن اور ہر چمن میں کئی گلبن ہیں۔ یہ کتاب ۱۸۵۸ء میں بعہدِ راجہ رنبیر سنگھ تالیف اور ۱۸۷۰ء میں لاہور میں طبع ہوئی۔ اس کے قلمی نسخے دانشگاہِ طہران اور ریسرچ لائبریری سری نگر میں پائے جاتے ہیں۔

اکبر نامہ۔ (نظم۔ ۱۲۶۰ھ)

افغانانِ کابل نے ۵۳ء سے ۱۸۱۹ء تک کشمیر پر حکومت کی۔ اس کے بعد رنجیت سنگھ نے ان کے ہاتھ سے اقتدار چھین کر اپنا جھنڈا لہرایا۔ سردار محمد اکبر خان ابن سردار دوست محمد خان والئ کابل نے سکھوں اور انگریزوں کے خلاف زبردست جنگ لڑی۔ چنانچہ دشمن تسخیر کابل کا ارادہ ترک کر کے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس جنگ میں الکسندر برنس اور ولیم میگنیگٹن جیسے تجربہ کار جنرل کام آئے تھے اور لارڈ آک لینڈ وائسرائے ہند نے گھبراہٹ اور دیوانگی کے مارے اپنے عہدے سے استعفا دے دیا تھا۔ اکبر نامہ، سکھوں اور افغانوں کے درمیان اسی معرکۂ حق و باطل کی منظوم داستان ہے۔

فردوسی کشمیر ملا حمید اللہ موضع نوبگ پرگنہ شاہ آباد کشمیر میں پیدا ہوا۔ اس نے ایک علمی و دینی خاندان میں آنکھ کھولی تھی۔ اس کا والد ملا حمایت اللہ بھی ممتاز عالم تھا۔ حمید اللہ نے آخری عمر میں اسلام آباد کے ایک دینی مدرسہ میں تدریس شروع کر دی تھی اور وہ یہیں ۴ شعبان ۱۲۶۴ھ کو فوت ہوا۔ اس کا مرقد اسلام آباد میں قریشی صاحب کے مزار کے پاس ہے۔ اپنی تاریخِ وفات

۱؎ قلمی دانشگاہ طہران برگ ۵

حمید اللہ نے خود کہی ہے :

کسی گرزمن پرسد رست اے عزیز بگویش بخلدبریں شد حمید

حمید اللہ بے نظیر عالم اور عربی و فارسی کا فاضل تھا۔ اکبر نامہ ۱۲۶۴ھ کے علاوہ اس کی مندرجہ ذیل تالیفات ہیں :

شکرستان، نا پرسان نامہ، چائے نامہ، ردِ شیعہ (نظم)، بے بہج نامہ، دستور العمل (نثر)۔

یہ کتابیں سکھوں کے عہدِ حکومت کی بدنظمی اور اسلامی معاشرے کے اضمحلال کی آئینہ ہیں۔

حمید اللہ چائے کا بڑا رسیا تھا۔ اس نے ظہوری کے ساقی نامہ کے جواب میں چائے نامہ نظم کیا تھا۔ اس کی تصانیف سے بوئے بغاوت آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈوگرہ عہد میں ان کا پڑھنا کشمیر میں ممنوع تھا۔

اکبر نامہ شاہنامۂ فردوسی کی تقلید اور اسی کی بحر میں ہے۔ جہاں فردوسیِ ایران نے رستم کو ابھارا ہے وہاں فردوسیِ کشمیر نے سردار اکبر خاں کو مرکزی کردار بنایا ہے۔ یہ تاریخی مثنوی ۱۲۶۰ء میں لکھی گئی اور چار سال کی مختصر مدت میں اس کی شہرت کابل تک پہنچ گئی تھی۔ حمید اللہ اس کے سالِ نظم سے چار سال بعد یعنی ۱۲۶۴ ہجری تک زندہ رہا۔ اکبر نامہ پہلے پہل مجلہ آریانا (کابل) میں ۱۳۲۷ھ - ۱۳۲۹ھ کے درمیان قسط وار شائع ہوتا رہا اور پھر جشنِ استقلال کے موقع پر کتابی صورت میں انجمن تاریخ (کابل) کی طرف سے ۱۳۳۰ھ ش میں طبع ہوا[۵۱]۔

اکبر نامہ کے قلمی نسخے بمبئی یونیورسٹی اور ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں پائے جاتے ہیں۔

لُبُّ التواریخ - (تالیف ۱۲۶۲ھ)

لُبُّ التواریخ کا مصنف بہاء الدین خوشنویس ہے۔ کتاب کی جلد اول میں مندرجہ ذیل سلسلہ ہائے سلاطین کا ذکر ملتا ہے :

راجگان ہندو۔ مسلمان سلاطین، خاندانِ چک، خاندانِ چغتائیہ، افغان، سکھ۔ جلد دوم

---

۵۱ اکبر نامہ پر مفصل بحث کے لیے ملاحظہ ہو : میرا مقالہ "فردوسیِ کشمیر" مجلہ آریانا (کابل) شمارہ اوّل، دلو و حوت ۱۳۴۸ھ ش۔

ہیں کئی فصلیں ہیں۔ جن میں جغرافیہ کشمیر، انتظامِ سلطنت، مالیات، محصولات، عجائب و غرائب کشمیر اور اضلاعِ ہم جوار کی تفاصیل ملتی ہیں۔[1]

اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ برٹش میوزیم (لندن) میں موجود ہے[2] شاید سری نگر میں بھی ایک آدھ نسخہ ملتا ہو۔

مجموع التواریخ۔ (تالیف ۱۲۶۲ھ)

بیربل متخلص وارستہ ہندوؤں کی کاچرو گوت سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے والد دیا رام کاچرو کا تخلص خوشدل تھا اور وہ بھی اپنے زمانے میں فارسی ادیبوں میں شمار ہوتا تھا۔ کتاب خانۂ ایڈنبرا کی فہرست میں وارستہ کا نام ہی لکھا ہے[3] جو درست نہیں ہے۔

بعض جگہ کتاب کا نام مجمع التواریخ بھی ضبط کیا گیا ہے۔ بیربل فارسی کا شاعر بھی تھا اور اس نے غزل میں اخلاقی مضامین باندھے ہیں۔ اخلاقی اصولوں کے بیان میں وہ شیخ سعدی کا مقلد نظر آتا ہے مگر عام طور پر اس کی غزل محمد جان قدسی کا رنگ اور عبدالرحمٰن جامی کی حلاوت لیے ہوئے ہے۔ مثلاً یہ شعر آنکھ کی تعریف میں:

آہوی مست است چشمت یا غزالِ دشتِ چین
یا سیاہ مستِ شرابِ ناز یا شہلاست این

وارستہ نے ایک مثنوی سوز و گداز کے نام سے کہی تھی۔ اس کی ایک اور مثنوی، بہارِ کشمیر کی تعریف میں مقبول ہوئی۔ آغازِ بہار اور جشنِ نوروز کی توصیف میں یہ شعر ملاحظہ ہوں:

بیاری سخن سنج فرخندہ خوی   زدی دیری قصہ ای برگوی
کہ نوروز فیروز شد جلوہ گر   جہاں خلعتِ تازہ کردہ بہ بر[4]

وہ جتنا کامیاب شاعر تھا، اتنا ہی کامیاب مترجم بھی تھا۔ چنانچہ اس نے ایک مذہبی کتاب مہاشیو پران کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اس نے ۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

---

[1] اسٹوری قسمت ۲، ص ۶۸۵ [2] فہرست ۳، ص ۹۵۷ اور ص ۹۵۷۰۔

[3] ایڈنبرا ص ۱۹۹ [4] کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ۔ ص ۲۴۵

بیربل وارستہ نے کشمیر کی تاریخ مجموع التواریخ کے نام سے ۱۲۵۱ھ — ۱۸۳۵ء میں لکھنا شروع کی اور ۱۲۶۲ھ میں اسے مکمل کر لیا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کشمیر میں سکھوں کی حکومت کا زمانہ ۱۲۳۴ھ سے ۱۲۶۲ھ تک ہے اور مجموع التواریخ اس عہد کے اوضاع سیاسی و اقتصادی کا مستند و مفصل ریکارڈ ہے۔ کاچرو اپنی تاریخ کے شروع میں لکھتا ہے :

امیدوار فضل و افضال دارندہ ابد و ازل پنڈت بیربل معروف بہ کاچرو، در ایام فرحت فرجام حکومت باخیر و برکت کرنل مہان سنگھ در سموت یک ہزار و ہفت صد و نود و در مطابق (یک ہزار و) دو صد و پنجاہ و یک ہجری، در ہنگام راج ...... انتہاج رنجیت سنگھ پادشاہ سلمہ شری اکال ...... بر تسطیر مختصر مبادرت نمود[1]

مؤلف نے سابقہ تاریخی کتب سے خاطر خواہ استفادہ کیا ہے۔ ان میں حیدر ملک چادورہ، اور نرائن کول عاجز کی تاریخوں کا بھی وہ نام لیتا ہے۔

اس تاریخ کے قلمی نسخے بودلیان، ریسرچ لائبریری سری نگر اور پنجاب یونیورسٹی لاہور کے مخطوطات میں محفوظ ہیں۔

راج درشنی۔ (تالیف ۱۲۶۳ھ)

اس تاریخ کا مؤلف گنیش داس بدھرہ اپنا نسب کا کل بدھرہ سے ملاتا ہے جو اعقاب راجگان اجمیر میں سے تھا اور اس نے ۹۳ھ میں سیالکوٹ کے صوبہ دار کے دفتر میں کام کرنا شروع کیا تھا۔ خود گنیش داس گجرات (پنجاب) میں قانونگو رہا اور پھر راجہ گلاب سنگھ نے اسے جموں بلا کر سکریٹری بنا لیا تھا۔ یہ واقعہ ۱۸۴۷ء سے قبل کا ہے[2]

گنیش داس نے پنجاب کی دو تاریخیں مرتب کی ہیں۔ 'چراغ پنجاب' جو ابتدا سے ۱۲۶۲ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے اور یہ لاہور میں لکھی گئی۔ 'چار باغ پنجاب' ۱۲۶۵ھ میں تالیف ہوئی اس میں ۱۸۴۷ء تک کے واقعات ملتے ہیں۔

بدھرہ کی تیسری اہم تالیف 'راج درشنی' ہے جو ۱۲۶۳ھ میں تالیف کی گئی۔ یہ کتاب

---

[1] فارسی ادب کی تاریخ ص ۲۳۶ [2] اسٹوری قسمت ۲، ص ۶۵۲

دراصل راجگانِ جموں کی تاریخ ہے۔ کتاب کے نقائص میں سے ایک یہ ہے کہ ابواب کے عنوان جداگانہ نہیں دیئے گئے۔ یہ تاریخ جموں کے راجہ اگنی کار دیو سے شروع ہوتی ہے جو بعض لوگوں کے بقول پانڈوؤں کی جنگ سے ۱۹۱۹ سال پہلے سرزمین جموں پر حکومت کرتا تھا۔ ضمناً سلطان محمود غزنوی اور اکبر اعظم کے احوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔ آخری راجہ جس کے وقائع تاریخ راج درشنی میں مذکور ہوئے گلاب سنگھ ہے۔ اس نے ریاست جموں و کشمیر کو انگریزوں سے ۱۸۴۶ء میں حاصل کیا تھا۔[1] راج درشنی کا قلمی نسخہ محمد علی نامی کاتب کا لکھا ہوا برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔[2]

تاریخ کشتواڑ۔ (تالیف تقریباً ۱۲۶۳ھ)

در کشمیری پنڈتوں کی ایک گوت ہے اور پنڈت شیوجی ابن پنڈت مہانند، جو اسی گوت سے تعلق رکھتا تھا، شیوجی در مہاراجہ رنبیر سنگھ (۱۸۵۷ - ۱۸۸۵ء) کی طرف سے علاقہ کشتواڑ و بھدرواہ میں افسرِ مالیات اور وزیر وزارت مقرر کیا گیا تھا۔ تاریخ کشتواڑ کا صحیح سال تالیف ۱۹۳۸ بکرمی ہے اور یہ بات بھی مسلّم ہے کہ یہ کتاب شیوجی نے اسی ماموریت کے زمانے میں مرتب کی تھی۔ چنانچہ مؤلف رقم طراز ہے:

بر ضمیر منیر ادیبان زمان و خاطر خطیر البیان دوران پنہان نماند کہ چون من راجی مسمی بہ پنڈت شیواجی در ابن مہانند پنڈت در ابن گنیش پنڈت در سکنۂ خطۂ کشمیر جنت نظیر از دستور سرکار گردون اقتدار بعد سال سمت ۱۹۳۸ سنہ بکرمی بخطاب وزیری بر حکمرانی ملک کشتواڑ و بھدرواہ مقرر و مفتخر شدم فرمان واجب الاذعان در باب ترتیب تاریخ این دیار عز اصدار یافت بر طبق آن از معمران این سواد و منجران این بلاد استفسار کوائفِ حاکمانِ سلف و راویانِ خلف نمودم۔ از آنجا کہ از اسناد سابق مانند بی نشان نام و نشانی نداشتند بتمادی ازمنہ بر دلائل السنہ تفاوت بسیار و مسافت بے شمار افتاد۔[3]

شیوجی کا اندازِ نگارش منشیانہ ہے۔ وہ اکثر عبارت مسجع اور مقفّی لکھتا ہے جس سے تکلف کا رنگ جھلکتا ہے۔ کتاب کے شروع میں کشتواڑ کا جغرافیہ درج ہے۔ اس کے بعد پرگنوں کی

۱؎ فہرست ریو، ج ۳، ص ۹۵۵ ۲؎ فہرست ج ۳، ص ۹۵۵

۳؎ فارسی ادب کی تاریخ، ص ۲۷۹ –

تفصیل ملتی ہے اور ہر پرگنہ میں واقع گاؤں کی تعداد بھی بتائی گئی ہے۔ تاریخی حالات کم اور غیر مستند ہیں۔ اس میں کشتواڑ و بھدرواہ پر حکومت کرنے والے خاندانوں کی تاریخ بھی ملتی ہے یہ تاریخ ایک ہندو عارف (رشتی) شرہ پال سے شروع ہو کر رنجیت سنگھ کے حالات پر ختم ہوجاتی ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ ریسرچ لائبریری سرینگر میں ہے۔

موجز التواریخ۔ (تالیف ۱۲۷۶ھ)

مرزا سیف الدین کشمیری، ڈوگرہ عہد میں ۱۸۴۶ء سے ۱۸۴۸ء تک اخبار نویس (ناظم الاطلاعات) کے اہم عہدے پر سرفراز رہا۔ اس نے ۱۸۵۹ء میں وفات پائی۔ مرزا صاحب نے گلاب سنگھ کے دورِ حکومت کی مستند تاریخ موجز التواریخ کے نام سے لکھی۔ مؤلف نے کتاب کا نام خلاصۃ التواریخ لکھا ہے۔ بعض کتاب خانوں کی فہرستوں میں بھی یہی نام ضبط ہے۔ یہ کتاب میجر جان بیچر کے حکم سے مرزا نے ۱۲۷۶ھ میں تالیف کی تھی۔ وہ لکھتا ہے:

این مختصر لیست در بیان حالات کشمیر جنت نظیر صانہا اللہ عن الآفات بندہ کمترین میرزا سیف الدین در ۱۲۷۶ھ یکہزار و دو صد و ہفتاد و شش ہجری بہ حسب فرمان واجب الاذعان صاحب عالی شان میجر جان بیچر صاحب بہادر[۱]

تالیف کتاب کے وقت راج ترنگنی مصنفہ کلہن اور تالیفات جونراج پنڈت وشریور وغیرہ میرزا کے پیش نظر تھیں۔ حیدر ملک چادورہ، خواجہ اعظم نرائن کول عاجز، میر سعد اللہ شاہ آبادی اور بیربل کاچرو کی تواریخ سے بھی میرزا سیف الدین نے استفادہ کیا ہے۔ مرزا سیف الدین کے فوت ہونے پر اس کا بھائی مرزا غلام محی الدین کشمیر کا وقائع نگار مقرر ہوا اور اسی نے کشمیر میں کمپنی کے نمائندہ جنرل کورٹ لینڈ کی سفارش پر موجز التواریخ کے آخر میں اکتوبر ۱۸۶۱ء میں بعض حالات کا اضافہ کیا۔ اس کے مخطوطے ریسرچ لائبریری سری نگر، کلکتہ، ایڈنبرگ اور پنجاب یونیورسٹی لاہور کے کتاب خانے میں پائے جاتے ہیں۔

مہاراج نامہ (نظم ۱۲۷۶ھ)

خواجہ ثناء اللہ خراباتی ۱۲۲۴ھ میں کشمیر کے مقام ٹنگاہ میں پیدا ہوا۔ اس کے خاندانی حالات

---

[۱] فارسی ادب کی تاریخ ۲۶۴

مختصر ملتے ہیں لیکن اتنا مسلم ہے کہ اسے کشمیر کے مبلغ اول حضرت سید شرف الدین بلبل شاہ ترکستانی سے خاندانی نسبت تھی۔ اس نے باطنی تعلیم اپنے نانا سید عبدالغفور شاہ سے پائی تھی۔ تیرھویں صدی ہجری کے نصف اوّل کے اواخر میں کشمیر میں بہت سخت قحط پڑا تھا اور خراباتی ترک وطن کر کے جموں پہنچا۔ وہاں اس کی رسائی مہاراجہ گلاب سنگھ تک ہوئی۔ اس کے جموں پہنچنے کی تاریخ ۱۲۳۵ھ بنتی ہے۔ وہ تئیس سال تک دربار سے منسلک رہا۔ اس کے بعد بسلسلۂ تجارت خراباتی کلکتہ پہنچا اور سوداگر پشم کے نام سے شہرت پائی۔ ۱۲۷۱ھ میں وہ گجرات کے مقام جلال پور جٹاں آکر مستقلاً مقیم ہوگیا اور وہیں اس نے ۱۲۹۷ ہجری میں وفات پائی۔

خراباتی کی کئی حیثیتیں ہیں۔ مثلاً وہ ایک سوداگر، درویش، مؤلف اور شاعر تھا۔ اس نے فارسی نظم ونثر میں غالباً ایک سو کے قریب تالیفات چھوڑی تھیں جن میں سے ۵۲ حال ہی میں دریافت ہوئی ہیں اور ان کی جامع فہرست مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (راولپنڈی) کی طرف سے ۱۹۷۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔ چوالیس نسخے خود مؤلف کے ہاتھ کے لکھے ہوتے ہیں۔

خراباتی فارسی کشمیری، اردو اور پنجابی کا شاعر بھی تھا۔ ان اہم تالیفات میں ایک کتاب مہاراج نامہ بھی ملی ہے۔ یہ والیانِ جموں کی منظوم فارسی تاریخ ہے جو فردوسی کے شاہ نامہ کی تقلید اور اسی وزن میں نظم ہوئی۔ مہاراج نامہ ۲۵۰۰ اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ تاریخ ۱۲۷۵ اور ۱۲۷۶ھ (۱۹۱۶ بکرمی) کے درمیان مرتب کی گئی۔ خراباتی تاریخ کی تالیف کے بارے میں کہتا ہے:

بحمد للہ از لطفِ پروردگار | مہاراج نامہ نمودم تیار
ہزار و دو صد رفتہ ہفتاد و پنج | زہجری شد این نامہ پر دُرجِ گنج
سنا راشدہ عاقبت فضلِ یار | زلطف غفوری سر انجام کار[۱]

مہاراج نامہ کے دو قلمی نسخے ملتے ہیں[۲]

تاریخِ حسن (تالیف ۱۳۰۵ھ)

غلام حسن ابنِ غلام رسول شیو ۱۲۴۹ھ میں قریہ کھوئیہامہ (نزد باندی پورہ) میں پیدا ہوا۔ ابتدائی

---

[۱] فہرست تسبیحی، ص ۱۲۴ [۲] ایضاً ص ۱۲۳-۱۲۶

علوم اپنے والد سے پڑھے۔ حسن کا دادا گنیش کول دتا تر بہ مخدوم شیخ حمزہ کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہو کر غازی الدین کے نام سے مشہور ہوا تھا۔

غلام رسول شیوا عالم و شاعر تھا۔ اس کی ایک طویل نظم جو "مجموعۂ شیوا" میں ہے بہت مقبول ہوئی۔ شیوا چار کتابوں کا مؤلف بھی بتایا جاتا ہے[1]۔ علم کی تشنگی نے حسن کو کشمیر سے نکال کر وادیٔ غربت میں پہنچا دیا۔ وہ پنجاب و افغانستان کے علما سے استفادۂ معنوی کرتا رہا۔ اور اسی دوران سلسلۂ نقشبندیہ میں خواجہ محمد تاشقندی کا مرید ہوا۔ حسن کا پیشہ طبابت تھا۔ آخرکار یہ یگانۂ روزگار چھیاسٹھ سال کی عمر میں ۱۳۱۶ھ میں فوت ہوا۔

مادۂ تاریخ تولد و وفات حسن نے خود ہی کہا ہے:

بلبلِ باغ اصفیا آمد و ساجد بزیست　　　از پی سالِ وفات یافت حسن بہشت کو[2]

حسن متعدد فارسی کتب کا مؤلف ہے۔ ان میں چند ایک کے نام یہ ہیں:

گلستانِ اخلاق۔ خرابۂ احرار۔ اعجاز غریبہ (کشمیری نظم) حسن کشمیری زبان کا بھی ماہر تھا۔ چنانچہ وادیٔ کشمیر (انگریزی) کے مؤلف اور کشمیر کے کمشنر سر والٹر لارنس نے حسن سے کشمیری زبان پڑھی تھی۔

حسن کی معرکۃ الآرا تصنیف تاریخِ حسن ہے۔ یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ تاریخِ حسن کا حصہ اول جغرافیۂ کشمیر کا دائرۃ المعارف ہے جسے اس نے دیوان اننت رام کے حکم سے تحریر کیا تھا۔ کتاب کی دوسری اور تیسری جلد کشمیر کی سیاسی و تمدنی تاریخ ہے۔ جلد چہارم میں ۵۵۵ء سے ۱۸۹۱ء تک کشمیر کے فارسی گو شعرا اور علما کے سوانح درج ہیں۔ حسن کی تاریخ سابقہ تمام تواریخ سے مشروح تر اور مرتب تر کہی جا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حسن غیر متعصب اور حقیقت پسند مورخ تھا اور اس نے کشمیر کی تاریخ کے اہم واقعات و جزئیات

---

[1] کشمیر ج ۲، ص ۳۷۵۔

[2] حسن کے حالاتِ زندگی کے لیے ملاحظہ ہو میرا مقالہ "صوفیانِ کشمیر" مجلہ "ہنر و مردم" طہران بہمن و اسفند ماہ ۱۳۵۰ھ ش

کو بڑی احتیاط اور تفصیل سے قلم بند کیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کشمیر میں مسلم عہد کی تاریخ (انگریزی) کے مؤلف ڈاکٹر آر۔ کے۔ پارمو نے تاریخِ حسن کو کشمیر کی سماجی، ثقافتی اور سیاسی تاریخ کا دائرۃ المعارف قرار دیا ہے[1]۔ غلام حسن نے مندرجہ ذیل تاریخی کتب سے استفادہ کر کے تاریخ مرتب کی:

واقعاتِ کشمیر (ملا احمد)، واقعاتِ کشمیر (خواجہ اعظم)، بہارستانِ شاہی (عہدی کشمیر؟)، تاریخ حیدر ملک، وقائع نظامیہ (ملا نظام الدین)، تاریخ ہدایت اللہ (ہدایت اللہ متو)۔ لب التواریخ (بہاء الدین)، باغِ سلیمان (میر سعد اللہ)، تاریخ ہادی (گلزارِ کشمیر (کرپارام)، گلاب نامہ (کرپارام)، منتخب التواریخ، (نرائن کول عاجز)، مجموع التواریخ (بیربل کاچرو)۔
ویسے تو حسن نے ۴۳ تاریخی کتب سے استفادہ کیا ہے مگر ہم طوالت کے خوف سے ان تمام کا نام درج نہیں کر رہے ہیں تفصیل کے لیے تاریخ حسن جلد اول کا مقدمہ پڑھنا چاہیے[2]۔

تاریخ حسن کی جلد ۱، ۲ اور ۳ چند سال پہلے سری نگر سے طبع ہو چکی ہیں۔ راقم نے طہران میں قیام کے دوران بڑی مشکل سے تین مطبوعہ جلدیں حاصل کی تھیں۔

وجیز التواریخ (تالیف ۱۳۱۱ھ)

ملا عبد النبی خانیاری ڈوگرہ عہد کا مؤرخ ہے۔ اس کی تاریخ وجیز التواریخ میں کشمیر کی تاریخ عہدِ عتیق سے مصنف کے دور تک ملتی ہے۔ عبد النبی مقدمہ میں رقم طراز ہے:

بندہ عاصی پُر معاصی غلام محمد نبی معروف بہ شاہ ابن ملا انور ابن ملا نظام الدین مفتی خانیاری چند کتبِ تاریخ ملاحظہ نمودہ ..... باوجود عدم استطاعت و قلت بضاعت درایں امر اقدام نمودہ مختصر موزوں بعبارت عام فہم ..... در تاریخ کشمیر این چند اوراق ارقام نمودہ مبنی بر یک مقدمہ و دو قسم ساخت و وجیز التواریخ نام نہادہ[3]

---

[1] کتاب مذکور ص: ۱۵

[2] مطالعہ فرمائیے تاریخ حسن، ج ۱، مطبوعہ سری نگر ۱۹۵۴ء۔ مقدمہ انگریزی از صاحب زادہ حسن شاہ۔

[3] فارسی ادب کی تاریخ، ص ۳۰۰۔

درج بالا اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کا نام غلام نبی ہے ۔ ہماری نظر سے کسی کتاب میں اس کا نام غلام نبی بھی گزرا ہے ۔ لیکن کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ کے مؤلف عبدالقادر سروری مرحوم اور صاحبزادہ حسن شاہ نے تاریخ حسن جلد اول کے مقدمہ میں وجیز التواریخ کے مصنف کا نام عبدالنبی ضبط کیا ہے[۱] کتاب کا ایک قلمی نسخہ ریسرچ لائبریری سری نگر میں موجود ہے ۔

تحائف الابرار - (۱۳۲۱ھ)

مصنف کا نام حاجی محمد محی الدین مسکین ابن مُلا محمد شاہ ہے ۔ وہ ۱۲۸۲ھ میں کشمیر میں پیدا ہوا۔ حاجی محمد یحییٰ سے علوم کی تعلیم پائی اور انہی کے ساتھ مسکین نے ۱۳۰۷ھ میں حج کی سعادت حاصل کی ۔ وہ صوفیا کے سلسلہ کبرویہ، نقشبندیہ، سے منسلک تھا، پھر وطن لوٹ کر تالیف و تدریس میں مشغول ہو گیا ۔ حاجی مسکین نے ۱۳۰۹ھ میں ایک اہم کتاب عین الجاری فی شرح اربعین قاری تالیف کی ۔ مسکین کی اہم ترین تالیفات میں تحائف الابرار فی ذکر الاولیا و الاخیار شمار ہوتی ہے اور اسی کا دوسرا نام تاریخ کبیر بھی ہے ۔ مسکین نے یہ کتاب ۱۳۱۰ھ میں لکھنا شروع کی اور ۱۳۲۱ھ میں اسے مکمل کر لیا ۔ اس زمانے میں وہ امیرا کدل سری نگر میں مقیم تھا[۲]

نور نامہ (بابا نصیب الدین) اسرار الابرار (داؤد خاکی) تاریخ حیدر ملک، اور واقعاتِ کشمیر، تاریخِ کبیر کے قابلِ ذکر مآخذ ہیں ۔ یہ تاریخ دس تحائف پر مشتمل ہے ۔ ان کی تفصیل یوں ہے :

تحفۂ اول : ذکر سادات ،	تحفۂ دوم : ذکر درویشان ریشی
تحفۂ سوم : مشائخ الصالحین	تحفۂ چہارم : ذکر علما
تحفۂ پنجم : ذکر مجذوباں	تحفۂ ششم : ذکر شعرا
تحفۂ ہفتم ، مقامات و آثار متبرکہ کشمیر	تحفۂ ہشتم : احوالِ سلاطین

---

[۱] تاریخ حسن، ج ۱، مقدمہ ص ۱۱ ۔

[۲] ہسٹوری قسمت ۱۱، ص ۱۰۵۲ ۔

تحفۂ نہم : جغرافیۂ کشمیر   تحفۂ دہم : خصائص اغذیہ و ادویہ[1]

تاریخ نسخۂ تحفۃ الابرار ۱۳۲۲ھ - ۱۹۰۶ء میں امرتسر سے طبع ہو کر مقبول ہو چکی ہے -

کشمیر کی دو فارسی تاریخوں کا تعارف ہم ترتیب زمانی کے اعتبار سے نہیں کر سکے کیونکہ ان کا سال تالیف معلوم نہیں ہے - اس لیے اب آخر میں ان کا تعارف پیش کیا جاتا ہے -

تاریخ سید علی متولّی

اس کتاب کا سال تالیف معلوم نہیں ہے - امیر کبیر سید علی ہمدانی (متوفی ۷۸۶ھ) کا ایک عم زاد بھائی سید تاج الدین سمنانی تھا - تاریخ زیر بحث کا مولف سید علی اسی سید تاج الدین کی اولاد سے ہے - وہ خانقاہ معلی (سری نگر) کا متولی بھی تھا اس لیے اسے متولّی کہا جاتا ہے - متولی کی تاریخِ کشمیر چک عہد میں لکھی گئی اور اس کے چند قلمی نسخے سری نگر کے علمی گھرانوں میں ملتے ہیں[2]

تاریخِ نافع

محمد زمان متخلص بہ نافع (متوفی ۱۱۱۹ھ)، ملا طاہر غنی (متوفی ۱۰۸۰ھ) کا بھائی اور محسن فانی (متوفی ۱۰۸۱) کا شاگرد تھا - نافع عالم، صوفی اور ادیب تھا - تاریخِ نافع کشمیر کی ضخیم تاریخی دستاویز ہے جس میں سلاطین، اولیا اور علما کے حالاتِ زندگی درج ہوئے ہیں - اس کے کسی قلمی نسخے کا سراغ نہیں ملا -

---

[1] اسٹوری، قسمت ۱، ص ۱۰۵۲ - [2] ادبی دنیا (لاہور) کشمیر نمبر ص ۴۶۰ -